قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری اُمور کے
متعلق خط وکتابت بنام مینجر
ہو

Digtized by Khilafat Library

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ۞ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | ۲۴ مئی سنہ ۱۹۲۰ء | دو شنبہ | مطابق ۵۔ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۸ | نمبر ۸۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بخیریت ہیں۔ حضور نے رمضان المبارک کی وجہ سے ہفتہ میں دو دن کی بجائے تین دن درس دینا شروع فرما دیا ہے۔

دارالامان میں ۱۹۔ مئی کی شام کو چاند دیکھا گیا۔ اور ۲۰۔ مئی بروز جمعرات پہلا روزہ ہوا۔

جناب حافظ روشن علی صاحب روزانہ ایک پارہ کا درس بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں دیتے ہیں۔ باہر سے بھی بعض احباب آئے ہیں۔

رات کو پہلے وقت قاری غلام یٰسین صاحب مسجد اقصیٰ میں اور حافظ سلطان حامد صاحب پچھلے پہر مسجد مبارک میں تراویح پڑھاتے ہیں۔ اور روزانہ ایک پارہ سناتے ہیں ۞

برکاتِ رمضان

۲۱۔ مئی سنہ ۱۹۲۰ء بروز جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی جب خطبہ جمعہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا:۔

پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون کو شروع کروں۔ جو میں پہلے جمعوں سے بیان کر رہا ہوں۔ تمام دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ رمضان کا مہینہ اللہ تعالےٰ کے فضل کا بہت جاذب ہے۔ رمضان ہی کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا سألك عبادي عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوا لي وليؤمنوا بي لعلهم يرشدون۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ رمضان دعاؤں کی قبولیت کا خاص زمانہ ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ بندہ کے قریب ہوجاتا ہے۔ اور اس کے قریب ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ وہ جس کے قریب ہوتا ہے۔ اس کی زیادہ نُصرت اور مدد کرتا ہے۔ نحن اقرب اليه من حبل الوريد کہنے والے نے جسم سے اور کیا قریب ہونا تھا۔ اس کے قریب ہونے سے یہی مُراد ہے کہ وہ نصرت و تائید زیادہ کرتا ہے۔ پس یہ دن اللہ تعالےٰ کے فضل کے خاص طور پر جاذب ہوتے ہیں۔ اس لئے ان سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ لوگ رحم کرتے ہیں اس شخص پر جس کو وہ نادار دیکھتے ہیں۔ اور یہ قدرتی امر ہے انسان جب ایک شخص کو دیکھتا ہے۔ کہ اس کو بعض ضروریات درپیش ہیں۔ لیکن اس کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتا۔ تو بالطبع انسان کو ایسے شخص پر رحم آئے گا۔ مثلاً ایک شخص بھوک سے بے حال ہے۔ لیکن اس کو روٹی میسر نہیں۔ ایک ننگا ہے۔ انسان کو اس پر رحم آئے گا۔ اور کوشش کرے گا۔ کہ وہ ننگا نہ پھرے

اسی طرح ایک اور شخص ہے۔ جو اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ اُسپر بھی رحم آتا ہے۔ لیکن ان سب سے زیادہ قابل رحم وہ شخص ہے۔ جسکے پاس روٹی تو ہے۔ مگر کھا نہیں سکتا۔ کپڑا تو ہے۔ مگر پہن نہیں سکتا۔ پانی تو ہے۔ مگر پی نہیں سکتا۔ کیونکہ پہلے کسر ان کا تھا کہ چیز نہ تھی۔ لیکن اس کو حسرت بھی ہے۔ یا اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ ایک شخص سمندر میں ڈوب رہا ہو۔ اسکے لئے کوئی سہارا نہیں۔ لیکن ایک دوسرا شخص ہے۔ کہ سمندر میں ڈوب رہا ہے۔ مگر اس کے قریب ہی ایک فٹ کے فاصلہ پر سہارا ہے اگر یہ اس کو پکڑ لے۔ تو بچ سکتا ہے۔ مگر یہ اس تک پہنچتا نہیں یا پہنچ نہیں سکتا۔ یا کوئی اور چیز ہے۔ جو اسے سہارا پکڑنے نہیں دیتی۔ پہلے ڈوبنے والے سے اس دوسرے ڈوبنے والے کی حسرت زیادہ ہوگی۔ تو جس کو نعمت ملتی ہے مگر فائدہ نہیں اُٹھاتا۔ وہ بہت زیادہ قابل رحم ہوتا ہے۔

رمضان کے ایام میں خدا تعالےٰ کے خاص فیضان جاری ہوتے ہیں۔ جو شخص ان فیضان کے ایام میں بھی فیض حاصل نہیں کرتا۔ اس کی حالت واقعی رحم کے قابل ہے۔ پس تم ان ایام کو ضائع نہ کرو۔ کوئی انسان نہیں۔ جس کو دعا کی ضرورت نہ ہو۔ نادان ہے وہ جو کہتا ہے۔ مجھے دُعا کی ضرورت نہیں۔ انسان ہر وقت محتاج ہے۔ پس ایسی ہستی جو ہر وقت محتاج ہے۔ اس کی ترقی کے سامان رمضان میں بہت زیادہ وسیع اور عام کردیئے جاتے ہیں۔ لیکن اگر انسان اس وقت بھی ان کو حاصل کرنے کے ہاتھ نہ ہلائے۔ تو اس کی حالت ضرور قابل افسوس ہے۔ ذاتی ضروریات کے لئے بھی خدا کے فیضان کی ضرورت ہوتی ہے مگر ان سے زیادہ بابرکت اور اہم ضروری اسلام کی ترقی کے لئے فیضان الٰہی حاصل کرنا ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ اسلام خدا کی طرف سے آیا۔ اور خدا اس کا محافظ ہے اور خدا ہی کے فضل سے اس کی ترقی ہوگی۔ اور وہ خود اسکی ترقی کے سامان کرے گا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ ترقی اسلام سے خدا کا ذاتی فائدہ کچھ بھی نہیں۔ اگر تمام لوگ مسلمان ہو جائیں۔ تو یہ نہیں ہوگا۔ کہ خدا کی کچھ شان بڑھ جائیگی اور خدا کے تقدس و تطہر میں کچھ زیادتی ہو جائیگی۔ بلکہ اسلام کی اشاعت اس لئے ضروری و لابدی ہے۔ کہ اس میں خود ہمارا فائدہ ہے۔ اور ہم ان تمام خطرات سے نکل سکتے ہیں۔ جنمیں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ پس ساری دُنیا کے اسلام قبول کرنے سے خدا کا کچھ بڑھ نہیں جاتا۔ اس میں ہمارا اور ہماری اولاد کا ایمانی فائدہ ہے۔ اور کفر کے حملوں سے وہ کمزور لوگ جو ڈگمگا جاتے ہیں۔ اگر اسلام پھیل جائے۔ تو ان کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ پس دنیا اور دنیا کے لوگوں کے لئے اشاعت اسلام کی ضرورت ہے۔ تمہیں اس کی فکر ہونی چاہیئے۔ اور تمہارا فرض ہے کہ تم ان دنوں میں اپنے لئے اور اشاعت اسلام کے لئے خاص طور پر خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں کرو +

اس کے بعد میں اپنے دوستوں کو اس بات کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نیکی اور صدقات کی طرف ان ایام میں اور ایام کی نسبت زیادہ توجہ فرماتے تھے۔ جو لوگ توفیق رکھتے ہیں۔ وہ ان لوگوں کی جو محتاج ہیں یا کسی حد تک مدد کے قابل ہیں اپنے حسب حیثیت مدد کریں۔ لیکن نیکی صرف مال کا صدقہ دینا ہی نہیں۔ بلکہ مال کی خیرات کی نیکی سے زیادہ یہ نیکی ہے۔ کہ ان لوگوں کے لئے جو روحانیت کے محتاج ہیں دعائیں کی جائیں۔ اور ان کو تبلیغ کی جائے۔ پس جہاں تم اپنے غربا بھائیوں کی مدد کرو۔ وہاں اس سے بھی زیادہ روحانیت کے غربار کو تبلیغ دین کرو۔ مادی کھانے کے بھوکے کی نسبت روحانیت کا بھوکا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی طرف توجہ کی جائے۔ پھر میں ایک اور اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ رمضان کی برکات سے زیادہ فائدہ اُٹھانے اور دوسروں تک پہنچانے کے لئے میں درس کے ایام کو بڑھا دیتا ہوں۔ اگرچہ صحت تو اجازت نہیں دیتی۔ مگر رمضان کی بزرگی کے خیال سے میں بجائے ہفتہ میں دو دن کے تین دن قرآن کریم کا درس دیا کروں گا۔ یعنی ہفتہ۔ پیر اور بدھ کے دن۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان برکات سے حصہ لینے کی توفیق دے +

اطلاع

ایام رمضان کے باعث عملہ الفضل کا حق تھا کہ اخبار کے کام سے کسی قدر فراغت حاصل کرتا اور یہ اسی طرح ہو سکتا تھا کہ یا تو ان ایام میں اخبار کا حجم کم کر دیا جاتا یا..... ہفتہ میں ایک بار شائع ہوتا۔ لیکن احباب کی حق تلفی سمجھ کر ایسا نہیں کیا گیا۔ کوشش کی جائیگی۔ کہ اخبار پورے حجم پر شائع ہوتا رہے۔ (ایڈیٹر)

اخبار احمدیّہ

تلاشِ عزیز بابو محمد شفیع صاحب قریشی احمدی اورسیر ڈسٹرکٹ بورڈ میانوالی کا لڑکا مسمی مشتاق احمد عمر قریباً پندرہ سال۔ قد قریباً ساڑھے چار فٹ۔ رنگ گورا۔ سر پر صافہ سفید۔ جس کے سروں پر پلیٹ دیئے ہوئے ہیں۔ ریشمی واسکٹ اور گرم کوٹ سادہ پہنے ہوئے میانوالی سکول سے مفقود الخبر ہو گیا ہے۔ جس دوست کو پتہ چلے وہ اس کے والد صاحب کو اطلاع دیوے +

درخواستِ دُعا مولوی محمد اسمٰعیل مولوی فاضل منشی فاضل قادیان اور محمد امین صاحب کلرک پونہ کی لڑکی علیل ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

وصیت چونکہ میری پہلی بیوی اور اس کے دیگر رشتہ دار سب غیر احمدی اور سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالف ہیں۔ اور وہ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ میری دونوں لڑکیوں امۃ العزیز اور غلام زہرا کو جنہیں میں نے قادیان میں اپنی دوسری بیوی کے پاس رکھا ہوا ہے۔ کسی حیلہ بہانہ سے قادیان سے لیجائیں اور غیر احمدیوں میں ان کے رشتے کردیں۔ لہذا میں اخبار الفضل کے ذریعہ لڑکیوں کے متعلق یہ وصیت شایع کرتا ہوں۔ کہ ہر دو لڑکیاں قادیان ہی میں رہیں۔ ان میں سے ایک کا تو رشتہ ہو چکا ہے۔ دوسری کا رشتہ بھی اپنی جماعت ہی میں ہو۔ اس لئے میں تمام جماعت قادیان اور دیگر احباب کو مطلع کرتا ہوں کہ لڑکیوں کو حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریری اجازت کے بغیر کہیں باہر جانے نہ دیں۔ والسلام

خاکسار۔ قاضی فضل کریم احمدی بھیروی از لاہور

ولادت برادر محمد حسین صاحب کنسٹبل پولیس پٹیالہ کے ہاں لڑکا متولد ہوا۔ منشی عبد الغفور صاحب کوٹ قیصرانی کے ہاں بھی لڑکا متولد ہوا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۴ مئی ۱۹۲۰ء

حضرت مسیح موعود کے الہامات پر مخالفین کے اعتراض اور اُن کے مدلل جواب

(۱۴)
کُلٌّ لَّکَ وَلِاَمْرِکَ

(از قلم مولوی فضل الدین صاحب وکیل)

ساتواں اعتراض اہل حدیث میں یہ کیا گیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا الہام "کُلٌّ لَّکَ وَلِاَمْرِکَ" سب تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے ہے۔ قرآن شریف کی آیت لَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖ اَحَدًا کے خلاف ہے۔ مگر اس میں بھی معترض نے یہ بیان نہیں کیا۔ کہ یہ الہام قرآن مجید کی آیت مذکورہ کے کیونکر برخلاف ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے۔ کہ معترض کو اس الہام کے متعلق بھی وہی غلطی لگی ہے جو مخالفوں کو حضرت مرزا صاحب کے الہام مندرجہ حقیقۃ الوحی اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ کے متعلق لگی ہے۔ اگر معترض میں کچھ بھی مادہ انصاف ہوتا۔ تو حضرت مرزا صاحب کی تحریروں اور آپ کے دوسرے الہامات کو ملحوظ رکھ کر اس الہام کے ایسے معنے ہرگز نہ لیتا۔ جو قرآن مجید کی کسی آیت کے مخالف ہوتے۔ اربعین نمبر ۲ صفحہ ۳۲ میں حضرت مرزا صاحب کا شائع شدہ الہام ہے۔ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ کہ تمام حکم اول اور آخر خدا ہی کا ہے" اور جنگ مقدس صفحہ ۱۲۴ میں فرماتے ہیں۔ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ۔ کہ تمام امر خدا کے اختیار میں ہے۔ پھر البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۵۷ میں آپ کا یہ الہام ہے۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ۔ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ کہ اے رب ہر چیز تیری خادم ہے۔ اے رب میری حفاظت کر اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم فرما۔

ان سب الہامات سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک تمام چیزوں پر صرف خدا تعالیٰ کا ہی حکم نافذ و جاری ہے۔ پس کس قدر غلطی ہے۔ کہ برخلاف ان نصوص کے الہام کُلٌّ لَّکَ وَلِاَمْرِکَ کے یہ معنے کئے جائیں کہ تمام چیزیں مرزا صاحب اور ان کے حکم کے تابع ہیں اصل یہ ہے۔ کہ اس الہام میں بھی حضرت مرزا صاحب کے الہام مندرجہ حقیقۃ الوحی اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ کی طرح جناب الٰہی کے ہی اختیارات و تصرفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جیسے کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

بادشاہی ہے تیری ارض و سما دونوں میں
حکم چلتا ہے ہر اک ذرہ پہ ہر آن تیرا

اگر اس الہام میں حضرت مرزا صاحب کے کسی اقتدار و اختیار کا بیان کیا گیا ہوتا۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ پر یہ الہام نازل نہ ہوتا۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ لَّا یَتِمَّ اَمْرُکَ وَاللّٰہُ یَاْبٰی اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ اَمْرَکَ اِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ سَاَجْعَلُ لَکَ سُہُوْلَۃً فِیْ کُلِّ اَمْرٍ کہ مخالف ارادہ کرتے ہیں یا کرینگے۔ جو تیرا کام ناتمام رہے۔ اور خدا نہیں چاہتا۔ جو تجھے چھوڑ دے۔ جب تک تیرے تمام کام پورے نہ کرے۔ میں رحمان ہوں ہر ایک امر میں تجھے سہولت دوں گا۔

اس الہام میں بتایا گیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے ہر ایک کام میں جو سہولت پیدا ہوئی۔ وہ محض ارادہ و حکم الٰہی سے ہوئی ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کے اختیار میں بھی موہوم سا کچھ ہوتا۔ تو اس قسم کے الہامات نہ ہوتے۔ جو بیان ہوئے ہیں۔

ہاں ایک بات اور بھی ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب نے چشمہ معرفت صفحہ ۵۱-۸۵ میں بیان فرمائی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ "جو شخص بڑا صدق لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ اس کے لئے بڑے بڑے کام دکھاتا ہے یہاں تک کہ اپنے زمین و آسمان کو اس کے لئے غلاموں کی طرح کر دیتا ہے۔ اور اس کے منشاء کے مطابق دنیا میں تصرفات کرتا ہے"۔ پس اگر اس رنگ میں الہام کُلٌّ لَّکَ وَلِاَمْرِکَ کے یہ معنی بھی کئے جائیں۔ کہ اسوقت دنیا میں جو کچھ تصرفات اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود کے منشاء کے عین موافق ہیں۔ تو ان معنوں پر بھی کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔

(۱۵)
اُرِیْدُ مَا تُرِیْدُوْنَ

آٹھواں اعتراض اہل حدیث میں یہ کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کا الہام اُرِیْدُ مَا تُرِیْدُوْنَ۔ جس کے معنے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۶ میں یہ کئے گئے ہیں کہ "میں وہی ارادہ کروں گا۔ جو تمہارا ارادہ ہے۔" قرآن کریم کی آیت اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ۔ "تحقیق اللہ تعالےٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے" کے مخالف ہے۔ لیکن یہ اعتراض بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اُرِیْدُ مَا تُرِیْدُوْنَ کے صرف یہ معنے ہیں کہ جن مقاصد کی تکمیل حضرت مرزا صاحب چاہتے ہیں۔ ان مقاصد میں اللہ تعالےٰ کا ارادہ آپ کے ارادہ کے موافق ہے۔ اور ان مقاصد کو اللہ تعالےٰ ضرور پورا کریگا۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۳ میں اللہ تعالےٰ کا یہ بھی الہام درج ہے کہ "خدا تیرے سب کام درست کر دیگا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا"۔ اس کے سوا اس اعتراض کا غلط ہونا اس سے بھی ثابت ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تمام تقریریں و تحریریں اس تعلیم سے پُر ہیں کہ اللہ تعالےٰ جو چاہے کر سکتا ہے۔ چنانچہ کشتی نوح صفحہ ۲ و ۱۳ میں آپ لکھتے ہیں کہ "**خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے**" اور صفحہ ۸ میں فرماتے ہیں کہ "یقیناً یاد رکھو کہ **خدا کے ارادہ کو روکنے والا کوئی نہیں**"۔ پھر آپ کے الہامات میں یہ الہام بھی ہیں اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ "تحقیق تیرا رب کر نیوالا ہے۔ جو کچھ کہ چاہے۔" اَللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ "خدا ہر شے پر غالب ہے"۔ دیکھو البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۔ پس الہام اُرِیْدُ مَا تُرِیْدُوْنَ سے معترض کا یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک خدا تعالےٰ جو چاہے وہ نہیں کر سکتا۔ کسی طرح بھی درست اور صحیح نہیں ہے۔

(۱۶)

اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَ اَرُوْمُ مَا یَرُوْمُ

(جس کے یہ معنے ہیں کہ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا اور اس بات کا قصد کروں گا۔ جس کا وہ قصد کرے گا) کا مطلب بھی یہی ہے۔ جو الہام اُرِیْدُ مَا تُرِیْدُوْنَ کا بیان ہوا ہے۔ اس لئے اس الہام کو بھی معترض کا آیت وَ مَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ ما تُرِیْدُوْنَ کے مخالف بیان کرنا اس کی اپنی غلطی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا مذہب تو حسب فرمودہ قرآن مجید یہ ہے۔ کہ خدا اپنے ارادہ پر بھی غالب ہے۔ جیسا کہ کشتی نوح صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ کہ خدا اپنے ارادہ پر غالب ہے۔ مگر اکثر لوگ خدا کے قہر اور جبروت سے بے خبر ہیں۔ اور پھر آپ کا الہام ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ پس اس ایمان و اعتقاد صحیح کی موجودگی میں آپ پر یہ اعتراض کرنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور اس کی مشیت حضرت مرزا صاحب کے ارادہ و مشیت کے ماتحت ہے۔ ایک بے جا حملہ نہیں تو اور کیا ہے۔

(۱۷)

اُخْطِیْ وَ اُصِیْبُ

حضرت مرزا صاحب کا ایک اور الہام ہے۔ اُخْطِیْ وَ اُصِیْبُ۔ اس کے متعلق معترض نے لکھا ہے۔ کہ یہ الہام بھی قرآن مجید کی آیۃ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسٰی کے مخالف ہے۔ مگر جو تشریح اس الہام کی حضرت مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳ میں فرمادی ہے۔ وہ معترض کے اعتراض کا کافی جواب ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ :۔ اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنے رکھتے ہیں کہ میں خطا بھی کروں گا۔ اور صواب بھی یعنی جو میں چاہوں گا۔ کبھی کروں گا۔ کبھی نہیں۔ اور کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کے کلام میں آجاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے۔ کہ میں مومن کی قبض روح کے وقت تردد میں پڑتا ہوں۔ حالانکہ خدا تردد سے پاک ہے۔ اسی طرح یہ وحی الٰہی ہے۔ کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہوتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ کبھی میں اپنی تقدیر اور ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا۔ ہوتا ہے۔" حضرت مسیح موعودؑ کی اس بیان کردہ تشریح کے خلاف اس الہام سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک اللہ تعالیٰ بعض باتیں بھول بھی جاتا ہے۔ کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا۔

اربعین نمبر ۲۔ صفحہ ۳۱ میں حضرت مسیح موعود کا اپنا الہام ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ لَا یَضِلُّ وَلَا یَنْسٰی۔ کہ میرا رب نہ بھولتا ہے۔ اور نہ غلطی کرتا ہے۔ اور البشریٰ جلد ۱ صفحہ ۳۳ میں آپ کا یہ الہام بھی شائع ہو چکا ہے " وَلَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ خَافِیَۃٌ۔ کہ خدا تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔" وَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَمَا اَخْفٰی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یَعْلَمُ کُلَّ شَیْءٍ وَیَرٰی " اور اللہ جانتا ہے ستر کو۔ اور اس سے بھی زیادہ پوشیدہ چیز کو کوئی معبود نہیں بجز اس کے۔ اور وہ ہر شے کو جانتا اور دیکھتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۵۸ ان الہامات کے سوا آپ کی تمام کتابیں اس عقیدے سے پُر ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب "نسیم دعوت صفحہ ا" میں لکھتے ہیں :۔ " اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے۔ جس کے ہاتھ سے ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنے تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا۔ اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے۔ نہ اس کے تصرف سے۔ نہ اس کی خلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں۔ جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا۔ جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے۔ اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا۔ جس نے خدا کو ہمیں دکھایا۔ اور ایسے خدا کو پایا۔ جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا۔ اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا اور بے شمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا اور بے شمار احسان والا اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔" پس جس شخص کا یہ پاک عقیدہ ہو۔ اس کی نسبت یہ بیان کرنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بھولنے والا مانتا ہے۔ آپ کے مخالفوں کی طرف سے ایک ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔

ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک خدا تعالےٰ سوتا بھی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب چشمہ معرفت صفحہ ۲۶۱ - ۲۶۲ میں مخالفوں کے اعتراضات کا رد کرتے ہوئے صاف ارقام فرمایا ہے کہ "وہ حقیقی وجود اور ہستی بقا اور تمام صفات حقیقیہ خاص خدا کے لئے ہیں۔ کوئی ان میں اس کا شریک نہیں۔ وہی بذاتہ زندہ ہے۔ اور باقی تمام زندے اس کے ذریعے سے ہیں اور وہی اپنی ذات سے آپ قائم ہے۔ اور باقی تمام چیزوں کا قیام اس کے سہارے سے ہے۔ اور جیسا کہ موت

اُسپر جائز نہیں ایسا ہی ادنیٰ درجہ کا تعطل حواس بھی

جو نیند اور اونگھ سے ہے۔ وہ بھی اسپر جائز نہیں۔ مگر دوسروں پر جیسا کہ موت وارد ہوتی ہے۔ نیند اور اونگھ بھی وارد ہوتی ہے۔ جو کچھ تم زمین میں دیکھتے ہو یا آسمان میں وہ سب اسی کا ہے۔ اور اسی سے ظہور پذیر اور قیام پذیر ہے کون ہے۔ جو بغیر اس کے حکم کے اسکے آگے شفاعت کر سکتا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ جو لوگوں کے آگے ہے۔ اور جو پیچھے ہے۔

اس کا علم حاضر اور غائب پر محیط ہے اور کوئی اس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتا۔ لیکن جس قدر وہ چاہے اس کی

قدرت اور علم کا تمام زمین و آسمان پر تسلط ہے وہ

سب کو اٹھائے ہوئے ہے۔ یہ نہیں کہ کسی نے اس کو اٹھا رکھا ہے۔ اور وہ آسمان و زمین اور ان کی تمام چیزوں کے اٹھانے سے تھکتا نہیں۔ اور وہ اس بات سے بزرگ ہے کہ ضعف و ناتوانی اور کم قدرتی اس کی طرف منسوب کی جائے۔"

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ معترض کا یہ اعتراض بھی درست نہیں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک جس طرح اللہ تعالےٰ کی ذات پر موت کا وارد ہونا جائز نہیں۔ اسی طرح نیند اور اونگھ کا آنا بھی اس ذات پاک

کے لئے جائز نہیں ہے ؎

معترض اگر اسلامی اصول سے ناواقف نہ ہوتا۔ کہ جن صفات و افعال کا اللہ تعالیٰ کی ذات میں پایا جانا محال ہو اگر ان صفات و افعال میں سے کوئی صفت یا فعل اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے۔ تو قاعدہ کلیہ اس میں یہ ہے۔ کہ وہ صفت یا فعل حقیقی معنوں پر کبھی محمول نہیں ہوتے بلکہ ظاہر الفاظ سے پھیر کر بطور مجاز و استعارہ کے ان کا استعمال ہوتا ہے۔ تو وہ اس قسم کے فضول اعتراض کرتا لیکن چونکہ وہ ان باتوں سے بے خبر ہے۔ اس لئے ہم اسکو بتلاتے ہیں۔ کہ جس طرح تمام علمائے اسلام اس بات کے مانتے ہیں کہ اللہ تعالے کا اُترنا اور چڑھنا۔ خوش ہونا اور ہنسنا۔ چلنا اور دوڑنا۔ تردد کرنا اور حیا کرنا اور اس قسم کے دوسرے صفات و افعال حقیقی معنوں کے لحاظ سے اللہ تعالے کے تقدس کے خلاف ہیں۔ مگر مجاز و استعارہ کے طور پر ان باتوں کا اعتقاد کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات میں جو الفاظ اس کو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ حقیقی معنوں کی رُو سے اللہ تعالیٰ کی طرف وہ منسوب نہیں ہو سکتے۔ اور حضرت مسیح موعود بھی انکو حقیقی معنوں کی رو سے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ وہ دراصل بطور مجاز و استعارہ کے ہی استعمال ہوئے ہیں نہ کہ اپنے حقیقی معنوں کے رُو سے۔

افسوس کہ ہمارے مخالفین اسلام کے اصول کو تو مدنظر نہیں رکھتے۔ اور خلاف منشاء حضرت مسیح موعود آپ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں۔ جن کا آپ کو وہم و گمان بھی نہ تھا ؛

ہجرت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا کیا ارشاد ہے؟

ہندوستان کے مسلمانوں نے خلافت ٹرکی کو اپنا ایک نہایت اہم مذہبی مسئلہ قرار دے کر اس امر کی سعی اور کوشش کی۔ کہ سلطنت ٹرکی کے حصے بخرے نہ کئے جائیں۔ مقامات مقدسہ اس کے قبضہ سے نہ نکالے جائیں۔ اس کی طاقت اور قوت کو کم نہ کیا جائے۔ اگر ایسا کیا گیا تو یہ مسلمانوں کے مذہب میں صریح مداخلت ہوگی۔ اور ایسی صورت میں مسلمانوں کو یا تو جہاد (یعنی تلوار سے لڑائی) کرنا پڑیگا یا ہندوستان سے ہجرت کر جائینگے۔ چونکہ مسلمانوں کو اپنی اس سعی میں کامیاب ہونے کی اُمید نہیں۔ جو سلطنت ٹرکی کے متعلق کر رہے ہیں۔ اس لئے ان میں سے بعض نے جہاد کے خیال کو چھوڑ کر ہجرت کی تیاری شروع کر دی ہے اور اخبارات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہجرت کا انتظام کرنے کے لئے مختلف مقامات پر انجمنیں بنائی جا رہی ہیں اسی قسم کی ایک انجمن کے سرحدی مقام مردان میں قائم ہونے کا اعلان اخبار زمیندار مورخہ ۷۔ مئی میں ہوا تھا جسمیں لکھا گیا تھا کہ :-

"ایک ہزار تین سو اٹھتیس جانباز برائے ہجرت تیار ہیں"

اس اعلان کے جواب میں صوبہ سرحد کے معززین کی طرف سے اخبارات میں ایک تار شائع ہوا ہے۔ جسمیں مذکورہ بالا انجمن مہاجرین کو فرضی انجمن بتاتے ہوئے ایسی انجمن کے قیام کو مسلمانان صوبہ سرحد کی روش کے سراسر مخالف قرار دیا ہے اور گورنمنٹ کے متعلق اپنی وفاداری کا بایں الفاظ یقین دلایا ہے کہ :-

"یہ مسلمان انگریزی گورنمنٹ کی وفاداری میں پہلے بھی ثابت قدم تھے۔ اور اب بھی ان کے پائے وفا کو لغزش نہیں ہوئی"

گویا اعلان کرنیوالے اصحاب کے نزدیک ہجرت کرنے والوں کی کسی انجمن کا قائم ہونا گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کے پائے کو لغزش دینا ہے۔ ان اصحاب میں ایک خان صاحب مولوی غلام حسن صاحب بھی ہیں۔ جو مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین کے مخصوص رفیق اور راز دار ہونے کے علاوہ غیر مبائعین کی طرف سے سرحدی علاقہ میں "خلیفۃ المسیح" کا درجہ بھی رکھتے ہیں۔ ان کے اس فعل کو پیش کر کے ہم مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ان کے نزدیک بھی اس صورت میں جبکہ گورنمنٹ کی طرف سے "معاملات مذہبی میں صریح مداخلت" کی جائے۔ ہجرت کی تیاری کرنا ایک ایسا فعل ہے۔ جس سے بے تعلقی اور بیزاری کا اعلان کیا جائے یا نہیں۔ اگر ہے۔ تو وہ خود کیوں خاموش بیٹھے ہیں جبکہ لاہور میں کئی لوگ ہجرت کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور اگر نہیں۔ تو وہ اپنے یار غار اور "خلیفۃ المسیح" مولوی غلام حسن صاحب کے اس فعل کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

اس جگہ ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ سلطنت ٹرکی کے حصے بخرے کرنے کو مولوی محمد علی صاحب بھی معاملات مذہبی میں صریح مداخلت سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ وہ اپنے ایک ٹریکٹ میں لکھ چکے ہیں کہ :-

"جب عرب یا دیگر مقامات مقدسہ پر سے اقتدار ٹرکی چھین کر دوسروں کے سپرد کیا جاتا ہے۔ تو اس کے صاف معنی یہی ہیں کہ خلافت کو ٹرکی سے لے کر ان دوسروں کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات فی الواقعہ عمل میں آگئی۔ تو مسلمانوں کے نزدیک اس کا صاف صاف مفہوم یہ ہوگا۔ کہ عیسائی مدبرین نے مسلمانوں کی خواہشات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خلیفۃ المسلمین کو برطرف کر دیا۔ یا بالفاظ دیگر مسلمانوں کے ایک مذہبی معاملہ کا تصفیہ کرنیوالے غیر مسلم ہونگے۔ اور یہ معاملات مذہبی میں صریح مداخلت ہے"

اسکے علاوہ مولوی صاحب تو یہاں تک لکھ چکے ہیں :-

"ٹرکی کا کسی سلطنت کے زیر اقتدار کیا جانا یا اسکو عرب یعنی خلافت کے جزو ضروری سے محروم کر دینا یا اس کا خارجی پابندیوں میں جکڑ کر اس کی قوت مدافعت کو زائل کر دینا ہر سچے مسلمان کے لئے اس دردناک احساس کا موجب ہوگا۔ کہ دنیا کی عیسائی سلطنتوں نے خود مذہب اسلام پر حملہ کیا ہے"

اب جبکہ فیصلہ ٹرکی کے شرائط شائع ہو چکے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب بتائیں۔ کہ بقول ان کے اس "معاملات مذہبی میں صریح مداخلت" اور اس "دردناک احساس" "کہ دنیا کی عیسائی سلطنتوں نے خود مذہب اسلام پر حملہ کیا" کا کیا چارہ کار ہے۔ اور جب ایسا موقع پیدا ہو جائے اسوقت اسلام اپنے پیرؤوں کو کیا تعلیم دیتا ہے

؎ اس اصول اور قاعدہ کیلئے دیکھو تفسیر قنوی وابن مجید جلد ۱ صفحہ ۶۲ - ۲۷ و ۲۲ اور دوسری کتابیں - منہ

کیا ہم اُمید رکھیں کہ مولوی محمد علی صاحب جو بڑے جوش و خروش سے خلافت ٹرکی کو "خلافت منصوصہ موعودہ" قرار دیتے رہے ہیں۔ اور اس کو ایک نہایت اہم مذہبی معاملہ بتاتے رہے ہیں۔ اب آخری وقت میں مسلمانوں اور خاص کر اپنے ساتھیوں کی راہ نمائی کے لئے کچھ ارشاد فرمائینگے یا حسب معمول دقت پر دم خاموش ہو جائینگے۔

سلطان ٹرکی اور امیر عبداللہ

وہ مُسلمان جو باوجود ترکوں کی موجودہ مشکلات اور مصائب میں ہماری طرف سے ہمدردی کا اظہار ہونے اور باوجود وہ طریق جو اسلام کی شان و شوکت کے قیام کا باعث ہو سکتا ہے (یعنی عیسائیوں کی اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کو دُور کر کے انھیں اسلام کا پیرو بنانا) اس کو کام میں لانے کی جدوجہد کرنے کے محض اس لئے ہمیں بُرا بھلا کہہ رہے ہیں اور طرح طرح کی تکلیفیں اور دُکھ پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ہم کیوں اپنے مذہبی عقائد کے خلاف سُلطان ٹرکی کو "خلیفۃ المسلمین" نہیں مانتے۔ وہ ذرا امیر فیصل کے بھائی اور شریف مکہ کے بیٹے امیر عبداللہ کا حسب ذیل بیان ملاحظہ فرمائیں۔ جو انہوں نے حال ہی میں سلطان ٹرکی کے متعلق دیا ہے۔ امیر عبداللہ نے کہا:-

"سلطان ٹرکی میں ان چار اوصاف میں سے جو خلافت کیلئے ضروری ہیں۔ ایک بھی موجود نہیں ہے۔ مثلاً یہ کہ (۱) خلیفہ قبیلہ قریش میں سے ہو۔ (۲) وہ مقامات مقدسہ پر قابض ہو۔ (۳) دمشق اور اس راستہ کا مالک ہو۔ جو عراق عرب سے مقدس مقامات کو جاتا ہے (۴) اسمیں دنیوی طاقت ہو۔ جس سے وہ اپنی پوزیشن کو قائم رکھ سکے"

اسکے ساتھ ہی امیر عبداللہ نے یہ رائے دی ہے کہ:-

"مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ خلیفہ قریش سے منتخب کریں جو کم از کم مقامات مقدسہ پر قابض اور کافی دنیوی طاقت رکھتا ہو"

کیا ہی اچھا ہو تا مسلمان سلطنت ٹرکی کی موجودہ مشکلات میں اس سے ہمدردی کرنے کے لئے سُلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین قرار دینے کی بجائے کہ اسپر مذہبی لحاظ سے تمام مسلمانوں کا متفق ہونا ناممکن ہے۔ اسے دعوئے اسلام میں اپنے ساتھ شریک ہونیوالی سلطنت قرار دیتے۔ اس صورت میں تمام کے تمام وہ لوگ جو مُسلمان کہلاتے ہیں اس پر متفق ہو جاتے۔ لیکن افسوس اس طرف توجہ نہ کی گئی۔ اور سُلطان ٹرکی کو "خلیفۃ المسلمین" کی حیثیت دیکر ان لوگوں کو اس تحریک سے علیحدہ ہو جانے پر مجبور کر دیا گیا۔ جو اپنے مذہبی عقائد کی رُو سے سُلطان ٹرکی کی اس حیثیت کو نہیں مان سکتے۔

ہندوستان میں جس وقت سلطنت ٹرکی کے متعلق صدائے احتجاج بلند کرنے کی تحریک ہوئی۔ اور اس کے لئے لکھنؤ میں جلسہ قرار پایا۔ تو اسوقت ہمارے امام نے جنھیں اس جلسہ میں شریک ہونے کی دعوت دیگئی تھی۔ مُسلمانوں کے سامنے یہی تجویز پیش کی تھی۔ چنانچہ آپنے تحریر فرمایا تھا کہ:-

"میرے نزدیک اس جلسہ کی بنیاد صرف یہ ہونی چاہیئے۔ کہ ایک مسلمان کہلانے والی سلطنت جس کے سلطان کو مُسلمانوں کا ایک حصہ خلیفہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ مٹا دینا یا ریاستوں کی حیثیت دینا ایک ایسا فعل ہے۔ جسے ہر ایک فرقہ جو مسلمان کہلاتا ہے نا پسند کرتا ہے۔ اور اس کا خیال بھی اسپر گراں گذرتا ہے۔ اس صورت میں تمام فرقہائے اسلام اس تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ خلافت عثمانیہ کے قائل نہوں بلکہ باوجود اس کے کہ وہ ایک دوسرے کو کافر کہتے اور سمجھتے ہوں۔ اس اصل پر متحد ہو کر یک زبان ہو کر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ گو ایک فریق دوسرے کو کافر سمجھتا ہو۔ مگر کیا اس میں کوئی شک ہے۔ کہ دُنیا کی نظروں میں اسلام کے نام میں سب فرقے شریک ہیں۔ اور اسلام کی ظاہری شان و شوکت کی ترقی یا اس کو صدمہ پہنچنا سب پر یکساں اثر ڈالتا ہے"

اس اصل کے ماتحت اگر سلطنت ٹرکی کے متعلق آواز بلند کی جاتی تو یقیناً اسمیں موجودہ صورت کی نسبت زیادہ زور اور قوی اثر ہوتا۔ اور آج امیر عبداللہ کو سلطان ٹرکی کے خلیفۃ المسلمین ہونے کے خلاف وہ وجوہات پیش کرنیکی ضرورت نہ پڑتی جو اس نے بیان کی ہیں۔

آریہ دہرم کو اپنے مسائل میں ترمیم کی ضرورت

آریہ اخبار پرکاش نے جناب مفتی محمد صادق صاحب کو تبلیغ اسلام سے تعدد ازدواج کو جائز سمجھنے کے باعث امریکہ کے رد کرنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:-

"موجودہ تہذیب اور روشنی کے زمانہ میں اسلام کو بعض مسائل کی ترمیم کرنی پڑیگی"

اسکے متعلق ہم نے بتایا تھا کہ اسلام کو آج تک کسی مسئلہ میں ترمیم کرنے کی ضرورت پڑی ہے اور نہ آئیندہ پڑیگی۔ ہاں دوسرے مذاہب اپنے مسائل میں ترمیم کر کے تعلیم اسلام کے آگے سر تسلیم خم کر رہے ہیں۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر پرکاش کی اس منطق کو درست مان لیا جائے تو اُسے یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ آریہ دہرم کو بھی اس تہذیب اور روشنی کے زمانہ میں بعض مسائل کی ترمیم کرنی پڑے گی۔ کیونکہ اس کے ۹ مئی سنہ ۱۹۲۰ء کے پرچہ سے ظاہر ہے کہ ولایت میں مُردہ کو آریہ طریق سے جلانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ حال ہی میں گورو کل کانگڑی کے ایک برہمچاری کی لاش کو جو انگلستان میں فوت ہوا۔ باوجود بڑی کوشش اور سعی کے آریہ طریق سے جلانے کی اجازت نہ مل سکی۔ پرکاش کے نامہ نگار کے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کھلے طور پر شریر (جسم) جلانے کی اجازت نہیں میں نے ہر چند کوشش کی کہ ہم کو آریہ طریقے سے جلانے کی اجازت ملے۔ لیکن خلاف قانون ہونے سے کیسے مل سکتی تھی"

پرکاش کو اپنی منطق کی رو سے تسلیم کر لینا چاہیئے کہ آریہ دہرم کو موجودہ زمانہ میں اپنے بعض مسائل میں ترمیم کرنی پڑیگی۔ ورنہ یوں تو اسکے بہت سے مسائل میں ترمیم ہو رہی ہے اور ہوتی چلی جائیگی۔

خرد جال یا بگل

ان دنوں ریلوے ہڑتال کی وجہ سے گاڑیوں کی آمد و رفت میں جو روکاوٹ واقع ہے اسکے متعلق مولوی ظفر علی صاحب اپنی ایک نظم میں کہتے ہیں:-

"اب سبز باغ دیکھنے میں آئینگے کہاں
افسوس یا بگل خر دجال ہو گیا"

کیا اسے صرف قافیہ بندی سمجھا جائے۔ یا خیال کیا جائے۔ کہ ریل گاڑی کو خر دجال مان لیا گیا ہے۔ اس شعر پر وہ اصحاب غور کریں جو حضرت مرزا صاحب کے ریل گاڑی کو خر دجال قرار دینے پر نعل در آتش ہوا کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ جمعہ

کسی بات سے نتیجہ نکالنے سے قبل اُس پر کافی غور کرنا چاہیئے۔

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

فرمودہ ۱۶؍ اپریل ۱۹۲۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مضمون خطبہ کے عنوان میں غلطی

میں نے پچھلے جمعہ سے پہلے جمعہ ایک خاص امر کی طرف جماعت کو توجہ دلانے کے لئے بعض تمہیدی باتیں بیان کی تھیں۔ جو کچھ اس دن بیان کیا تھا۔ اس سے آئندہ مضمون کا نتیجہ نکالنا مشکل امر تھا۔ مگر خطبہ نویس کی بے توجہی کی وجہ سے یا کسی اور باعث سے پیشتر اس کے کہ میں بیان کروں۔ کہ وہ کونسا مضمون تھا۔ اس خطبہ کا عنوان تعلق باللہ لکھ دیا گیا۔ گو دین کی ہر ایک بات بہرحال تعلق باللہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ لیکن اس تمہید کا بلا واسطہ طور پر تعلق باللہ سے تعلق نہ تھا۔ اس سے مجھے خیال ہوا۔ کہ ممکن ہے۔ کہ اسی رنگ میں اور لوگوں نے بھی غلط نتیجہ نکالا ہو۔ اس لئے میں اس کی اصلاح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

سمجھنے کے لئے غور کی ضرورت

جب تک بات پر غور نہ کیا جائے۔ اس کا سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ اور اسی سے ٹھوکر لگتی ہے۔ اور اسی ٹھوکر کے باعث علمی کمزوریاں رہ جاتی ہیں۔ عام طور پر اس کو علم سمجھا جاتا ہے۔ کہ کمل اور پوری بات سُننے بغیر نتیجہ نکال دیا جائے۔ چونکہ وہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ ہر ایک بات ابتداء سے انتہا تک نئی نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ ساری بات سُننے بغیر ہی نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایسے لوگ علوم سے محروم رہ جاتے ہیں میں نے اس تمہید میں اسی بات پر زور دیا تھا۔ کہ جب بات سُنو۔ تو غور سے سنو۔ اور پوری سنو۔ پھر نتیجہ نکالو مثل مشہور ہے۔ کسی جگہ چند آدمی بیٹھے۔ ایک شخص نے بغیر کسی کا نام لئے کہا۔ وہ تو جب وقت پہرے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے نے کہا یہ تو معلوم نہیں۔ ہاں گم شدہ چیز کو خوب تلاش کراتا ہے۔ تیسرے نے کہا۔ یہ تو میں جانتا نہیں۔ ہاں یہ جانتا ہوں وہ گاتا اچھا ہے۔ چوتھے نے بھی اسی قسم کی کوئی بات کہی۔ آخر چاروں ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ اور ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ تم میرے خلاف کیوں کہتے ہو ایک شخص پاس سے گذرا۔ اور لڑائی کا سبب پوچھا۔ تو ایک نے کہا کہ میں فلاں کُتّے کا ذکر رہا تھا۔ دوسرے نے کہا کہ میں فلاں گویے کا ذکر کر رہا تھا۔ غرض ہر ایک نے کسی دوسری ہی چیز کا نام لیا۔ تو ان چاروں نے ایک دوسرے کے طرز سے اپنے اپنے خیال کے مطابق نتیجہ اخذ کر کے فیصلہ کر لیا کہ فلاں کے متعلق کہا گیا ہے۔ اور ساری خرابی اسی بات سے پیدا ہوئی۔ کہ مکمل بات سُنے بغیر یونہی فیصلہ کر لیا تھا۔ تو ایک آدھ بات سُنکر کہہ دیا جاتا ہے کہ ساری بات یہ ہوگی۔ دنیا کی کوئی کتاب پڑھو۔ اس میں تمام باتیں ایسی نہ ہونگی۔ جو تمہیں پیشتر سے معلوم نہ ہوں بہت سی پہلے معلوم ہونگی۔ قرآن کریم ہی کو دیکھ لو اس میں بہت سی باتیں ایسی ہونگی۔ جو پہلے سے معلوم ہونگی لیکن جو لوگ ان معلوم باتوں کی وجہ سے فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم نے سمجھ لیا۔ وہ علوم سے محروم رہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ علوم کے حاصل کرنے اور بڑھانے میں توجہ کا بہت بڑا دخل ہے۔ جب ایک شخص کسی بات کے متعلق کہتا۔ کہ میں اسے جانتا ہوں۔ تو اس کی توجہ اس سے ہٹ جاتی ہے۔ اور وہ ایک علم کی حقیقت اور خوبی سے ناواقف رہتا ہے۔ لیکن جو غور کرتا اور توجہ قائم رکھتا ہے۔ اور اسلوب بیان کو جانچتا اور بات کی تہ میں داخل ہوتا ہے۔ اس کا علم دوسرے شخص کی نسبت بہت بڑھ جاتا ہے۔ اس کے لئے ایک اور مثال یہ بھی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی خاص شخص کی تلاش میں نکلے۔ تو دور سے کسی اور ہی شخص کو وہ خیال کر کے پکارے گا۔ اور پاس جا کر غلطی سے آگاہ ہو گا۔ لیکن اگر اس سے ملنے کی ضرورت نہ ہو۔ تو خواہ وہ پاس سے گذر جائے۔ تو بھی اس کی طرف توجہ نہیں ہو گی۔ پس جو لوگ باتوں پر غور کرتے ہیں۔ وہ ان میں جدت پاتے اور ترقی کرتے ہیں۔ مگر جو ہر ایک بات کو جانی ہوئی سمجھتے ہیں۔ وہ غور نہیں کر سکتے۔ اس لئے علوم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہی نقص ہے۔ جو تمام علوم کے حصول میں حائل ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اس نقص کو دور کر دیتے ہیں۔ وہ علوم حاصل کر لیتے ہیں۔ اسی نقص کے نہ ہونے کے باعث محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہو گئے۔ اور اسی کے ہونے سے ابوجہل ابوجہل ہو گیا ایک ہی باتیں ہوتی ہیں۔ کہ ایک شخص غور کر کے علوم کے نئے نئے رستے نکال لیتا اور بڑے بلند مقام پر پہونچ جاتا ہے۔ مگر دوسرا اس گُر کو چھوڑ کر گر جاتا اور علوم سے محروم رہ جاتا ہے۔ دیکھو ابوبکر اس گُر پر عمل کر کے ایک بات سُنکر ابوبکر ہو جاتا ہے۔ لیکن ابوجہل اس گُر کو چھوڑ کر اسی بات کو سُنکر ابوجہل ہو جاتا ہے۔

غور کے بغیر کسی چیز سے فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکتا

یہی قرآن کریم ہے۔ جس کے متعلق مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ کہ تمام روحانی علوم کا مجموعہ ہے۔ مگر برخلاف اس کے آج کل کے مولوی کہتے ہیں۔ کہ جو باتیں پہلے کہہ گئے۔ ان سے زیادہ اس میں کچھ نہیں۔ اگر کوئی معرفت کی اور علم کی بات بیان کی جائے۔ تو کہتے ہیں۔ اگر یہ ٹھیک ہے۔ تو پہلے علماء کی سمجھ میں کیوں نہ آئی۔ یہ خیال کر کے انہوں نے قرآن کریم پر غور کرنا چھوڑ دیا۔ اور اس کے علوم اور معارف سے محروم ہو گئے۔ اب کیا فرق ہوا۔ یہی کہ مسیح موعود اور اس کے طریق پر چلنے والے قرآن پر غور کرتے اور اس سے علوم نکالتے اور فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور مولوی لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس کے محض لفظوں کا تکرار ہی ثواب کی بات ہے۔

پھر دیکھو یہی زمین جس پر ہم رہتے اور چلتے پھرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اسی مصرف کی چیز تھی۔ لیکن یورپ

سے لوگوں نے اسی سے وہ کچھ نکالا کہ دنیا کو حیران کر دیا یہی پانی جسے ہم پیتے ہیں۔ یورپ نے اس کی گیسیں بناکر بڑے بڑے کام اس سے نکالے۔ غرض جب تک کسی بات پر غور نہ ہو۔ سرسری سننے سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

جلسہ کی ایک تقریر کا خلاصہ نیکی اور بدی کا ذکر

اسی پچھلے جلسہ میں پہلے دن میں نے یہ بات بیان کی تھی۔ کہ دنیا میں بہت سے گناہ ہیں اور اس بیان میں میں نے انسان کے بندۂ خدا بننے پر مفصل گفتگو کی تھی۔ اور اس کے ضمن میں نیکی اور بدی کا بھی ذکر تھا۔ میں نے بتایا تھا کہ بدیاں بہت ہیں۔ لیکن وہ گناہ جس کے باعث شعائر اسلام پر حرف آتا ہو۔ وہ بہت خطرناک گناہ ہوتے ہیں۔ وہ چھوٹی بدی جس کے باعث اسلام بدنام ہو۔ بہت بڑی ہے۔ بہ نسبت اس بدی کے جو محض ارتکاب کرنیوالے کی ذات کے لئے ہلاکت کا موجب ہو ایک شخص اندھیری رات میں کہیں چوری کے لئے جاتا اور سیندھ لگاتا ہے۔ یہ گناہ ہے۔ اور اس کی ذات کے لئے بڑا گناہ ہے۔ مگر وہ شخص جو مسلمان کہلاکر علی الاعلان سود لیتا ہے۔ وہ اس کی نسبت بہت بڑا گناہ کرتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگوں کو موقعہ دیتا ہے۔ کہ وہ شور مچائیں کہ اسلام قابل عمل مذہب نہیں۔ اسوقت جرموں اور گناہوں کے شرعی مدارج کو چھوڑکر محض اسوجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں گناہ زیادہ بڑا ہے کہ اسلام کے لئے اعتراض کا موجب بنتا ہے

یہ تھی میری تقریر۔ لیکن اس کے سیاق و سباق پر غور نہ کیا گیا۔ اور الفضل میں لکھ دیا گیا۔ کہ احباب کو چاہیئے۔ کہ جو ہدایات ان کو جلسہ میں دیگئی ہیں۔ ان پر کاربند ہوں۔ بالخصوص دو شادیاں کرنے پر ضرور عمل کریں۔ یہ کیوں لکھ دیا گیا۔ اسلئے کہ میرے متعلق وہ سمجھتے تھے کہ دو شادیوں کے لئے کہا کرتا ہے بیشک میں کہا کرتا ہوں۔ لیکن میں نے اسوقت یہ بات بیان نہیں کی تھی بلکہ میں نے تو اسوقت مثال کے طور پر کہا تھا کہ جو لوگ دو شادیاں کرتے ہیں مگر انصاف نہیں کرتے وہ سمجھ لیں کہ وہ ایک سخت گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں جس سے لوگوں کو اسلام سے نفرت پیدا ہوتی ہے اسلئے یہ گناہ اس گناہ کی نسبت جو پوشیدہ طور پر کیا جائے اور اسکی ہلاکت کا موجب ہو بڑا ہے کیونکہ اس سے اس کی ذات کی بجائے اسلام پر اعتراضات کا نشانہ بنتا ہے لیکن جو شخص دو شادیاں اس لئے کرتا ہے کہ مسلمان بڑھیں اور انسانی نسل کی ترقی ہو۔ اور بیویوں کے ساتھ مساوی سلوک کرتا ہے۔ وہ اسلام پر اعتراض کا موجب نہیں بنتا بلکہ اسلام پر سے اعتراض کو دور کرتا ہے۔

یہ بات تھی جو میں نے بیان کی۔ لیکن جونہی کہ میری تقریر میں دو بیویوں کا ذکر آیا۔ فوراً خیال کر لیا گیا۔ کہ یہ دو بیویوں کے کرنے کے متعلق ہی کہہ رہے ہیں۔ باقی جس قدر بات میں نے بیان کی۔ اس پر توجہ نہ کی گئی۔ اور ایک ادھورا فقرہ سنکر فیصلہ کر لیا گیا۔ کہ مطلب یہی ہوگا۔ حالانکہ جب تک کسی بات پر پورا غور نہ کیا جائے۔ اس کے تمام پہلو سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اور ناقص غور کے ذریعہ علوم ترقی کر سکتے ہیں۔

آجکل کا ایک کمال

آجکل یہ کمال خیال کیا جاتا ہے کہ جب کوئی بات کر رہا ہو تو فوراً درمیان میں بول پڑیں۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ کہ ہم خوب سمجھتے ہیں۔ اور گویا ان لوگوں کی علمیت ظاہر ہوتی ہے۔ مباحثوں اور مناظروں میں علماء ایسا کرتے ہیں۔ اس سے غرض مخالف پر رعب ڈالنا ہوتی ہے۔ لیکن ہر جگہ یہ بات درست نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود اپنا ایک الہام سنا کر کہنے لگے۔ کہ خدا اور بندے کے کلام میں کیا فرق ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے آپ نے ایک حریری کا فقرہ پڑھا۔ ایک صاحب فوراً درمیان میں بول پڑے۔ اور انھوں نے پہلی بات پر تو غور نہ کیا۔ اور اس فقرے کو الہام سمجھ کہنے لگے۔ واقعی کیسی عمدہ عبارت ہے۔ اور کیا فصاحت و بلاغت ہے۔ لیکن جب حضرت صاحب نے فرمایا۔ آپ سنیں تو سہی۔ اور پھر آپ نے اس میں نقص بتلائے اور الہام کی اس پر فضیلت ثابت کی۔

غرض یہ طریق ہو گیا ہے۔ کہ پورا کلام سنے بغیر لوگ نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ اسی طریق سے اسی سلسلہ مضمون کی تمہید کے عنوان میں غلطی کی گئی۔ حالانکہ میری مراد یہ بتانا تھی۔ کہ لوگ بعض فقرے کہتے ہیں۔ مگر انہیں سمجھتے نہیں کہتے ہیں۔ اتحاد کرو۔ لیکن نہیں سمجھتے کہ کیوں کرو۔ کیوں نہ کرو۔ اتحاد کرنے کے کیا فوائد ہیں۔ اور نہ اتحاد کرنے کے کیا نقصانات۔ یا یہ کہ غیبت نہ کرو۔ کیوں کرو۔ اس کے کیا نقصانات ہیں۔ اور اس سے بچنے کے کیا ذرائع ہیں۔ یا یہ کہ جھوٹ نہ بولو۔ کیوں نہ بولو۔ اس کے کیا نقصانات ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ مومن کے لئے یہ تعلیم نہیں۔ کہ وہ کسی بات کی سطح پر رہے۔ بلکہ اس کو حکم ہے۔ کہ وہ ہر بات کی تہ میں داخل ہو جائے۔ مگر افسوس! بجائے اس کے کہ اکثر لوگ بات کی تہ میں جائیں۔ وقت سے پہلے ہی نتیجہ نکالنا شروع کر دیتے ہیں۔ آج میں بجائے اس کے کہ اصل وہ مضمون شروع کروں اس نصیحت کو دُہراتا ہوں۔ کہ ہر ایک بات پر پورا پورا غور کرنا اور توجہ سے سننا چاہیئے۔ اور بغیر ساری بات سنے نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے۔

مومن

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مومن وہی نہیں ہوتا جو جمیع صفات کا مکمل طور پر جامع ہو۔ بلکہ مومن وہ بھی ہوتا ہے۔ جس میں تمام صفات کسی نہ کسی حد تک پائی جاتی ہوں۔ مثلاً جنھیں لوگ خوبصورت کہتے یا سمجھتے ہیں وہ بے نظیر نہیں ہوتے اور ان کے تمام اعضاء بے مثل نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کے اعضاء میں ایک حد تک تناسب ہوتا ہے۔ لیکن جس شخص کے اعضاء میں تناسب نہ ہو اس کا کوئی عضو خواہ کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو۔ وہ حسین نہیں کہلا سکتا۔ اگر اس کے مقابلہ میں دوسرے اعضاء خوبصورت نہ ہوں۔ مثلاً ایک شخص کی آنکھیں بہت خوبصورت ہوں۔ مگر ناک یا کان نہ ہوں۔ یا ہوں تو خوبصورت نہ ہوں۔ وہ کبھی حسین نہیں کہلائیگا۔ بلکہ اس کی شکل بھیانک ہوگی۔ یا اسی طرح ایک شخص کی ناک بہت خوبصورت ہو۔ مگر آنکھیں اچھی نہ ہوں۔ تو اس کو بھی خوبصورت نہیں کہہ سکتے۔ غرض حسن نام ہے۔ اجمالی طور پر تمام اعضاء میں تناسب اور موزونیت کا۔ اسی طرح مومن وہ ہے جس میں عمدہ صفات پائے جاتے ہوں۔ خواہ بمرتبۂ کمال نہ ہوں۔ اور چاہے کمزوریاں بھی ہوں۔ اور ہوتی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اور تمام اعلیٰ صفات پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ مثلاً بنی نوع کی ہمدردی جس قدر عیسائیوں میں ہے۔ دوسرے لوگ کم دکھلاتے ہیں پچھلے دنوں یہاں قادیان میں ایک انگریز آیا تھا۔ اس کی ہندوستان میں آنے کی غرض محض یہ تھی۔ کہ وہ کوڑھ کے

مریضوں کا علاج کرے - اور ثواب حاصل کرے - وہ تلاش کرتا پھرتا تھا - لیکن اگر یہاں کے لوگوں کو موقع ملے تو ان کو گھن آئے - یہ رُوح مسلمانوں میں کم ہے - حالانکہ جس طرح خوبصورتی - آنکھ - ناک - کان میں تناسب کا نام ہے اسی طرح مومن وہی ہے - جس کے سب عمل ٹھیک ہوں -

مخلوق خدا سے ہمدردی

ابھی معلوم ہُوا ہے - کہ وہ وباء جو پچھلی دفعہ ملک میں پھیلی تھی - اب پھر بڑھ رہی ہے - اس کا رُخ پنجاب کی طرف ہے - سنہ ۱۹ء میں بھی اس کی آمد آمد تھی - لیکن خدا تعالےٰ نے اسوقت اس کو اپنے فضل و رحم سے دُور کر دیا تھا - اب بھی اللہ تعالےٰ دور فرمائے - مگر یہ خدا کے عذاب ہیں - جب تک لوگ اسلام سے نفرت اور سچائی کی مخالفت کرتے رہینگے - اللہ تعالیٰ بھی اپنے حلے کرتا رہے گا - اور جب تک لوگ مخالفت میں بڑھ رہے ہیں - ہمیں اپنے مومنانہ جوش سے تمام بنی نوع کی ہمدردی میں مصروف رہنا چاہیئے - یاد رکھو اسلام ہر انسان کو جان کی حفاظت کا حکم دیتا ہے - اور ہرگز نہیں چاہتا - کہ کوئی شخص اپنی جان ضائع کرے - مگر بعض جگہ خدا کا ہی حکم ہوتا ہے - کہ ہم اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دیں - بعض لوگ خطرے سے بچنے کے لئے کہدیا کرتے ہیں - کہ قرآن میں آیا ہے - لا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ - گو سیاق و سباق سے اس کے اور معنے نکلتے ہیں - مگر یہ بھی صحیح ہے - کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالنا چاہیئے - لیکن قرآن یہ بھی کہتا ہے - کہ اگر کوئی شخص موت کے خوف سے کتنی ہی کوٹھڑیوں میں چھپے - تو موت وہاں بھی نہیں چھوڑتی - دراصل اسلام کی تعلیم یہ ہے - کہ جہاں خطرے میں پڑنا مفید ہو - وہاں خطروں میں پڑنے سے بچنا نہیں چاہیئے اس موقعہ پر میں قادیان والوں کو نصیحت کرتا ہوں - کہ وہ تیمارداری اور بیماروں کی خدمت کرنا سیکھیں ٭

ہر ایک کام سیکھنے سے آتا ہے -

یہاں تو یہ باتیں معمولی سمجھی جاتی ہیں لیکن یورپ میں اس کے سکھانے کے کالج ہوتے ہیں - لیکن یہاں ایسی باتوں کو معمولی سمجھا جاتا ہے - جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا - مجھسے ایک شخص نے مشورہ لیا - کہ میں درزی کا کام سیکھنا چاہتا ہوں - میں نے کہا بہت اچھا کام ہے - وہ باہر کام سیکھنے گیا لیکن چند ہی دن کے بعد آگیا - اور جب میں نے پوچھا - اتنی جلدی کیوں واپس آگئے ہو - تو کہنے لگا کہ میں کام کرنے کے گر سیکھ آیا ہوں - لیکن نتیجہ یہ ہُوا - کہ جس طرح اسے پہلے کام کرنا نہیں آتا تھا - اسی طرح پھر بھی نہ آیا - اسی طرح میں نے کئی دفعہ سنایا ہے - ایک شخص طب پڑھنے کے لئے ایک طبیب کے پاس گیا - ایک دن طبیب ایک مریض کو دیکھنے گیا - اور ساتھ اس کو بھی لے گیا - مریض کو سوء ہضمی کی شکایت تھی - طبیب نے کہا - آپ نے شاید چنے کھائے ہیں - اس نے کہا ہاں - شاگرد نے دیکھا - تو وہاں اس کو چنے کے دانے نظر آئے - اس نے خیال کیا - طبیب نے یہ دانے دیکھ کر ہی بیمار ہونے کا باعث سمجھا ہے - اور بیماری کا پتہ لگنے کا گر یہی ہے - جو چیز آس پاس ہو وہی بیماری کا باعث سمجھ لی جایا کرے - یہ خیال کرکے وہ واپس اپنے وطن پہونچا - اور مشہور کر دیا - کہ میں طب پڑھ آیا ہوں - ایک دفعہ ایک امیر بیمار ہُوا - اس کے ہاں اس کو بُلوایا گیا - جب گیا - نبض دیکھنے کے بعد ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا - اتفاقاً مریض کی چارپائی کے نیچے گھوڑے کی زین پڑی تھی - کہنے لگا - آپ نے بھی تو غضب کیا کہ زین کھائی ہے - بھلا کوئی زین بھی کھاتا ہے امیر نے کہا - یہ تو کوئی پاگل ہے - اور اس کو بُوا کے باہر نکلوا دیا - تو تیمارداری کا بھی ایک فن ہے - جو محنت سے آتا ہے - اور ہر ایک کام کا یہی حال ہے - کہ جب اس کے کرنے کے طریق نہ آتے ہوں - عمدگی سے نہیں ہو سکتا - کل ہی کی بات ہے - مغرب کے وقت مسجد کے اُوپر دریاں بچھانے کے لئے کوئی تیس آدمی لگے - اور اتنا شور ہُوا - کہ الامان لیکن اگر فوجی یا فراش ہوتے - تو چار ہی آدمی لگتے - اور نہایت اطمینان اور خاموشی سے دریاں بچھ جاتیں - تو ہر ایک کام سیکھنے سے آتا ہے - اور اس پر محنت بھی ہوتی ہے - اسی طرح تیمارداری بھی سیکھنے سے آتی ہے - پس اول تو اللہ تعالےٰ اس آنیوالے خطرے سے محفوظ رکھے لیکن اگر آئے - تو اس خدمت کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور عمدگی سے یہ خدمت کرنی چاہیئے - پہلی دفعہ جب انفلوئنزا پڑا - تو ہمیں معلوم ہُوا - کہ ایک غیر احمدی عورت جس کے رشتہ دار بیمار تھے - غیر احمدیوں کے محلہ میں پانی پانی کرتی مر گئی - اور کسی نے اس کو پانی کا گھونٹ نہ دیا - یاد رکھو - جو شخص ایسے وقت میں بالخصوص اپنے بھائیوں کی اور عموماً سب کی خدمت اخلاق و ہمدردی سے نہیں کرتا اس کو اللہ تعالےٰ کے دروازے تک رسائی نہیں ہوتی ٭

ایک استفتاء اور اسکا جواب

استفتاء :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جن لوگوں کا طریق معاشرت مروجہ تہذیب کو اسلام کی بیخ کنی کے درپے ہو - اور جس طریق کا ماحصل دنیا میں تباہی و فساد - مذاہب عالم سے قطعی انکار - حرام چیزوں کا جواز - تمام عقائد سے انحراف - غیروں کے مال پر دست درازی - لوگوں کے حقوق ملکیت و وراثت سے انکار ہو - جن کے خیال میں ہر شخص دوسرے کا مال غصب کرنے کا مجاز ہو - اور اس غرض کے لیے خونریزی جائز رکھی جائے - خاوند بیوی کے درمیان حقوق زوجیت کا ابطال اور ان کے بچوں کو حکومت کی ملکیت قرار دینا جائز ہو - جو لوگ حلال و حرام کے درمیان کوئی تفریق نہ کریں - اور جن کا اصل اصول تمام بادشاہوں کو منہدم کرنا ہو - ان کے ساتھ شریعت اسلامی کی رُو سے مسلمانوں کی کیا روش ہونی چاہیئے - عام مسلمانوں کی رہنمائی کے واسطے فتویٰ صادر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں ٭

"ایک مسلمان" از لاہور

اما الجواب :- جو قوم کہ لوگوں کی جان و مال اور عزت کی کچھ پرواہ نہیں کرتی - اور خدا اور رسُول کے مقرر کردہ حقوق کو باطل کرتی ہے - اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتی ہے - اور امن پسند گورنمنٹ کی بغاوت کرتی ہے - یہ قوم بلا شبہ حد درجہ کی مفسد اور

خدا اور رسول سے جنگ کرنیوالی ہے۔ ایسی قوم کے متعلق جمیع اہل اسلام کا یہ فرض ہے۔ کہ ان کے دور کرنے میں خدا اور اس کے رسولؐ کی ماتحت انتہائی کوشش سے کام لیں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ایسے مفسدوں کے لئے یہ ہے۔ الآیۃ انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ۔ ذٰلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم ۔ الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم ۔ سورہ مائدہ رکوع ۵ ۶

ارشاد نبوی۔ من رأی منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ۔ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذٰلک اضعف الایمان متفق علیہ۔

ترجمہ آیت :۔ جو لوگ خدا اور رسول سے مقابلہ کرتے اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں ان کی صرف یہی سزا ہے۔ کہ ان کو کثرت سے قتل کیا جائے۔ اور پھانسی دیا جاوے یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں۔ ایک دوسرے کے خلاف یا ان کو جلاوطن کیا جاوے۔ یہ ذلت ان کو دنیا میں پہونچائی جاوے۔ اور ان کے لئے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔ بجز ان کے کہ جنھوں نے قابو پانے سے پہلے توبہ کرلی۔ سو ایسے لوگوں کے حق میں جانو۔ کہ اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ حدیث :۔ جو تم میں سے نہایت مکروہ کام کو دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو۔ تو اپنی زبان سے۔ اور اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو۔ تو اپنے دل سے اور یہ آخری درجہ ضعیف الایمان شخص کا ہے۔

الغرض تمام مسلمانوں کو ان مفسدوں اور ظالموں کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ قتل پھانسی اور قطع ید اور جلاوطن کرنا حکومت کا کام ہے۔ اگر کوئی حکومت ایسے مفسدوں کا مقابلہ کرے تو مسلمانوں کو اس کی ہمراہی چاہیئے۔ اور اگر مسلمانوں کی حکومت ہو۔ تو وہ خود اس کام کو کریں ورنہ لیکچروں اور وعظوں سے ایسے مفسدوں کا مقابلہ کریں۔ اور دل میں ان سے نفرت رکھیں۔ فقط۔ المجیب حافظ روشن علی مفتی سلسلہ احمدیہ قادیان

انتقاد

پیغام کی غلط بیانی اور دھوکہ دہی

معزز ایڈیٹر صاحب الفضل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ براہ مہربانی اپنے اخبار الفضل میں ذیل کا مضمون درج فرماکر مشکور فرمادیں:۔

۱۸۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کے پیغام صلح میں میرے نام سے فسخ بیعت کا ایک اعلان شایع ہوا ہے۔ جسمیں یہ لکھا گیا ہے۔ کہ معاذ اللہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت سے روگرداں ہوگیا ہوں۔

مجھے پیغامیوں کی حالت پر افسوس آتا ہے۔ یہ لوگ لوگوں کو ایماندار بنانے کی بجائے بے ایمان بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دھوکے اور فریب کو بخیال خود جائز سمجھتے ہیں۔

میں ایک نیا احمدی ہوں۔ ابھی چند روز ہوئے۔ میں مولوی حکیم خلیل احمد صاحب کے ذریعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت کرکے داخل سلسلہ احمدیہ ہوا ہوں چونکہ پیغامیوں کے مکروفریب کی پوری طرح مجھ کو واقفیت نہیں تھی۔ اس لئے ایک پیغامی صاحب نے جو کہ بظاہر دوست بنے ہوئے تھے۔ مجھ کو سخت دھوکا دیا۔ انھوں نے اپنی طرف سے اور اپنے ہاتھ سے ایک مضمون فسخ بیعت کا لکھ کر مولوی محمد علی صاحب کو بھیجدیا۔

میں نے جب حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو اور آپکی کتاب حقیقۃ الوحی کو دیکھا تو مجھے یقین ہوگیا۔ کہ یہ لوگ قصداً حضرت مسیح موعود کی واضح تحریروں اور تعلیموں کے خلاف خود بھی چلتے ہیں اور دوسروں کو بھی خلاف چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ایک نئے احمدی کے دل میں وسوسہ اور شبہ پیدا کرکے اس کے ضائع کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ اور اسی اغوا کو اپنی زندگی کا شاید اعلےٰ مقصد سمجھتے ہیں۔ خدا نے جب ان کو خلافت ثانیہ کے دربار اور مرکز احمدیت اور تخت گاہ رسالت سے فاخرج منھا انک من الصٰغرین (بڑوں کو چھوٹا بناکر نکالا) تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسی وقت سے ان لوگوں نے ذیل کی آیت پر عمل کرنے کی ٹھان لی ہے۔

فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم ثم لاٰتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم ط

میں نے فوراً مولوی محمد علی صاحب کو لکھا۔ کہ وہ خط جو کہ ہمارے نام سے آپ کو لکھا گیا ہے آپ اس کو ہرگز پیغام صلح میں شائع نہ کریں۔ میں آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیموں کے خلاف کرنیوالا سمجھتا ہوں۔ اور ہرگز میں نے حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کی بیعت نہیں توڑی ہے۔ اور نیز میں نے ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا اور وہ خط جو مولوی محمد علی صاحب کو لکھا تھا۔ اس کی نقل بھی حضور میں بھیجدی۔ اور لکھا کہ حضور مجھے اپنی بیعت میں داخل سمجھیں اور میرے لئے دُعا فرمائیں۔

افسوس ۱۸۔ اپریل کے پیغام صلح میں اس خط کو شائع کردیا گیا۔ جسکے غیر معتبر ہونے کی اطلاع میں نے مولوی محمد علی صاحب کو فوراً دیدی تھی۔

اب میں الفضل کے ذریعہ مولوی محمد علی صاحب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ میرے اس خط کو جو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ پیغام صلح میں شایع کردیں۔ اگر مولوی محمد علی صاحب نے پیغام صلح میں میرے اس خط کو شائع نہ کرایا۔ تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ صرف عوام پیغامی ہی لوگوں کو دھوکا نہیں دیتے۔ بلکہ ان کے ہیڈ بھی ان کا ساتھ دے کر مصرع ذیل کے مصداق بنتے ہیں۔

یکے دزد باشد دگر پردہ دار

میں پہلے سلسلہ احمدیہ کا مخالف تھا۔ اور مخالفت میں بہت بڑھا ہوا تھا۔ اس کو میلاپور مدراس کے پیغامی بھی جانتے ہیں۔ لیکن جناب مولوی خلیل احمد صاحب کی پُر اثر تقریر اور تبلیغ نے مجھ پر گہرا اثر کیا اور میں نے مخالفت کو چھوڑکر خدا کے فضل و توفیق سے صدق دل کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے تمام دعاوی کو حق سمجھ کر قبول کیا۔ اور حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ مجھ کو اس پر تادم مرگ قائم رکھے۔ اور بد پیغامیوں کو اور ان کے ہیڈ مولوی محمد علی صاحب کو بھی پسر موعود حضرت سیدنا محمود احمد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی بیعت کی توفیق بخشے آمین۔

خاکسار حکیم محمد جمال الدین لیبرٹی سپروائزر

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

قادیان میں عمدہ موقعہ کی سکنی زمین برلب سڑک بھی مل سکتی ہے

مینے اعلان کر دیا تھا۔ کہ عنقریب بڑی سڑک کے اوپر کے ٹکڑے نکلنے والے ہیں۔ جن کی قیمت پندرہ روپیہ فی مرلہ ہوگی وہ موقعہ تو ابھی نہیں نکلا۔ لیکن ایک اور نہایت عمدہ موقعہ کی زمین نکل آئی ہے۔ یہ زمین محلہ دارالرحمت کے شرق میں بڑی سڑک کے اوپر واقع ہے۔ اور دوسری طرف بھی بورڈنگ ہائی کی سڑک یعنی بابو رحمت اللہ صاحب کے مکان کے سامنے تک پھیلی ہوئی ہے۔ ہندوؤں کا تالاب اس کے جنوب میں ہے یہ زمین قرب کے لحاظ سے بھی اچھی ہے۔ اور موقع بھی نہایت عمدہ ہے۔ قریباً چوبیس کنال کے ٹکڑے قابل فروخت ہیں۔ قیمت حسب ذیل ہے:۔ اندرون محلہ کوچوں کے اوپر کے ٹکڑے فی مرلہ پندرہ روپیہ کے حساب سے تین سو روپیہ (۳۰۰) کنال۔ دارالرحمت کے مقابل بڑی سڑک کے اوپر کے ٹکڑے فی مرلہ ساڑھے سترہ کے حساب سے ساڑھے تین سو روپیہ (۳۵۰) کنال۔ بورڈنگ ہائی کی سڑک کے اوپر کے ٹکڑے پچیس روپیہ فی مرلہ کے حساب سے پانچ سو روپیہ کنال۔ سڑک کے ٹکڑے عموماً دو کنال اور خاص صورتوں میں ایک کنال سے کم کے رقبہ میں فروخت نہیں ہونگے۔

محلہ دارالفضل میں بھی زمین موجود ہے۔ قیمت ساڑھے بارہ روپیہ فی مرلہ کے حساب سے ڈھائی سو روپیہ فی کنال رعایتی قیمت والے ٹکڑے ختم ہو چکے ہیں۔ محلہ دارالرحمت میں تمام قابل فروخت ٹکڑے ختم ہو چکے ہیں۔ ہاں سٹور کے لنگر خانہ کے پاس زمین قابل فروخت موجود ہے مگر چونکہ یہ زمین پرانی آبادی کے بالکل قریب بلکہ ساتھ ہے اسلئے اسکی قیمت زیادہ ہے یعنی نسبتاً قریب بعید کے لحاظ سے تیس اور پچیس روپیہ فی مرلہ اور سڑک کے اوپر چالیس اور پینتیس روپیہ فی مرلہ۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں معہ زر قیمت بھجوا دیں کیونکہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ صرف درخواست آئی ہوتی ہے لیکن چونکہ روپیہ نہیں آیا ہوتا اسلئے نامزد نہیں کیا جا سکتا اور اتنے میں کوئی اور صاحب قیمت ادا کر کے زمین خرید لیتے ہیں۔

مرزا بشیر احمد
۲۰ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

دوائی خانہ احمدی بگا کلاں ضلع امرتسر

یادگار خلیفۃ المسیح اول حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ

اس دوائی خانہ احمدی میں ہر قسم کی دوائیاں تیار کی جاتی ہیں۔ ہر ایک بیماری کا علاج بڑی کوشش سے کیا جاتا ہے۔ ہر قسم کا کشتہ جات بھی برائے فروخت موجود ہیں۔ تشریح بابت کشتہ کے بذریعہ خطوط کے دریافت کئے جاسکتے ہیں۔ اگر کسی بھائی صاحب نے خود دوائی تیار کرنی ہو یا کشتہ بنانا ہو۔ تو ہم بتا سکتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے خود تیار کرلیں۔ ہم کو کوئی نسخہ بتانے میں کوئی بخل نہیں ہے۔ ہر ایک چیز کی آزمائش شرط ہے۔

مقوی دماغ مجرب گولیاں - قیمت ۸۵ گولیاں - عمر
روحانی تیل مقوی دماغ - قیمت فی شیشی ۱۰ تولہ عمر
سرمہ نیناسکھ - قیمت فی تولہ عمر
بہار زندگی - یہ ایک ہی دوائی ۲۰۰ سو بیماری پر مجرب ہے قیمت فی شیشی عہ
تیل بروزہ صندل کباب چینی - قیمت فی شیشی عہ
تیل جمال گوٹہ - قیمت فی تولہ عہ
دوائی بچہ سوکھ سان - گولیاں ۱۶ عدد - عمر
دوائی اٹھرا عورتوں کے لئے - قیمت تین دوائیاں صمہ روپیہ سال بھر کے لئے ایک ماہ میں ۸ کی دوائی خرچ ہوگی۔
جگر ورتی رس - قیمت فی تولہ - عمر
کشتہ سنکھ - قیمت فی تولہ عہ
کشتہ پارہ - بوٹی سے مارا ہوا مقوی اعضاء رئیسہ ہر قسم قیمت فی تولہ عہ
کشتہ پارہ - سب سے مارا ہوا - قیمت فی تولہ عہ
کشتہ تانبہ خاکی رنگ بوٹی سے مارا ہوا - قیمت فی تولہ للعہ
بغیر بوٹی سے عہ - گندھک سے عمر
کشتہ چار دہات - (قلعی پارہ سکہ جست) قیمت عہ تولہ
کشتہ دو دہات - مردوں کے لئے عمر تولہ
کشتہ قلعی ۱۲ر - کشتہ فولاد - فی تولہ عمر مسور ۱۲ تولہ
کشتہ عقیق - عہ - کشتہ ابرق سفید - قیمت فی تولہ عہ
کشتہ چاندی - تولہ صہ - مرگنگ رنگ اصلی سونے کے قیمت للعہ
نمونہ ہمراہ ارسال فرما کر طلب کریں محصول بذمہ خریدار - پتہ یہ ہے۔ موضع بگا کلاں ضلع امرتسر تحصیل اجنالہ ڈاکخانہ بگا بمعرفت راجہ ساہنی دوائی خانہ احمدی یادگار خلیفۃ المسیح اول

نکاح ثانی کی ضرورت

ایک سیکنڈ کلاس سینیر سب اسسٹنٹ سرجن صاحب جن کی عمر ۴۴ سال ہے۔ ریاست کپورتھلہ کے رہنے والے ذات راجپوت ساڑھے پانچ سال سے فوجی خدمات پر مامور ہیں۔ صاحب اولاد ہیں مگر چونکہ ان کی بیوی کو پانچ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے گھر پر رہنا پڑتا ہے۔ اسلئے نیز دیگر ضروریات شرعی کی بنا پر نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں۔ خط و کتابت بمعرفت ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان ہو۔

ضرورت ہے

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے آڈٹ ڈیپارٹمنٹ میں دو سو کلرکوں کی ضرورت ہے۔ میٹرکولیشن پاس سے اعلیٰ قابلیت کے امیدوار درکار ہیں۔ امتحان میٹرکولیشن پاس کلارک کی شروع تنخواہ چالیس روپے ماہوار ہوگی۔ اور ترقی بحساب چار روپے سالانہ سو روپے تک ہوگی۔ اس کے بعد ۱۴۵ روپیہ تک ترقی تین روپیہ سالانہ کے حساب سے ہوگی۔ خاص طور پر قابل آدمیوں کے لئے زیادہ اچھی شرح تنخواہ پر سب ہیڈ کلارکوں کی آسامیوں پر ترقی کے مواقع ہونگے۔ ریلوے پراویڈنٹ فنڈ اور سالانہ انعام و گریجوایٹی کے تمام فوائد بھی حاصل ہونگے۔ مزید برآں ملازمین کے اپنے اور بال بچوں کیلئے سالانہ مفت ریلوے پاس کی معمولی رعایت بھی ہوگی۔ خواہشمند ملازمت بہت جلد درخواستیں بنام صاحب چیف آڈیٹر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کی خدمت میں بھیجدیں۔ جو درخواست بھیجے وہ امور عامہ میں بھی اطلاع کرے۔

ناظر امور عامہ قادیان

دو موٹر ڈرائیوروں کی ضرورت

ہمارے ایک احمدی دوست ضلع جھنگ میں موٹر سروس قائم کرنے والے ہیں۔ انکو دو ایسے احمدی موٹر ڈرائیوروں کی ضرورت ہے جو اپنے فن میں پورے ماہر ہوں۔ تنخواہ معقول ملیگی۔ حاجتمند بہت جلد اپنی درخواستیں محمد صدیق صاحب اسمگری ۵۹ ڈرسن لین کولوٹولہ کلکتہ کی خدمت میں بھیجدیں۔ والسلام

ناظر امور عامہ قادیان

ممالک غیر کی خبریں

پیٹروگراڈ میں آتشزدگی

لنڈن ۱۷ - مئی - ریوال کا ایک پیام بنام مارننگ پوسٹ مظہر ہے - کہ پیٹروگراڈ میں آتش زدگی کی کئی وارداتیں ظہور میں آئی ہیں - جن سے سامان حرب کے متعدد گودام تباہ ہوگئے ہیں - دھماکوں کی آواز دس دس میل تک سنائی دیتی ہے -

امریکہ اور دول وسطیٰ

واشنگٹن - ۱۵ - مئی - سینیٹ نے ۳۰ رایوں کی مخالفت اور ۴۲ کی موافقت سے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے - جس کی رو کر جرمنی اور آسٹریا کے ساتھ حالت جنگ کا خاتمہ ہو گیا ۔

وسطی روس میں مارشل لار

وسطی روس میں مارشل لاء کا اعلان ہو گیا ہے - اور موت کی سزا دوبارہ نافذ کی گئی ہے -

فرانس کی طرف سے جرمنی علاقہ کا تخلیہ

سئینس ۱۶ - مئی - مارشل فاش نے ۱۷ - مئی سے بڑے بڑے علاقوں کے خالی کر دینے کا حکم دیدیا ہے برلن ۱۷ - مئی - اس خیال سے کہ فرانکفرٹ کے تخلیہ کے وقت سرکشانہ واقعات دوبارہ نہ سرزد ہوں - فرانس نے یرغمال میں صدر چنگو ہرکامن جیمبر آف کامرس - صدر پولیس اور زیر دس لاکھ مارک طلب کیا تھا - بعد کی خبر ہے کہ ان کو رہا کر دیا گیا ہے -

انگلستان میں گرانی اشیا

لنڈن ۱۷ - مئی - لیبر گزٹ بیان کرتا ہے - کہ یکم مئی کو خوردہ فروشی کی قیمتیں بشمول خوراک - ایندھن - روشنی اور کرایہ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء کی قیمتوں سے ۱۴۱ فیصدی بڑھی ہوئی تھیں - کنٹرول اشیائے خوردنی کے اعداد سے ۱۴۶ فیصدی کا اضافہ ظاہر ہے

امریکہ کی عدالت عالیہ ترک مے نوشی کے خلاف

نیویارک ۱۷ - مئی عدالت عالیہ کے فیصلہ کا انتظار ہو رہا ہے - غالباً عدالت مذکور ترک مے نوشی کی قرارداد کو امریکہ کے آئین میں ایک غیر آئینی ترمیم قرار دیگی -

گیلی پولی میں انگریزوں کی ناکامی کی وجہ

لنڈن ۱۷ - مئی گیلی پولی والا روزنامچہ شایع ہو گیا ہے - اس میں ناکامی کی وجہ عجلت کافی تیاری کا نہ ہونا - سٹاف اور سامان حرب کی کمی بتائی گئی ہے - کچنر کے متعلق لکھا ہے - کہ اگرچہ وہ صاحب تدبیر تھا - مگر سنہ ۱۹۱۵ء میں اُسے یہ ملکہ نہ رہا تھا - اور اگرچہ اُسے کبھی کبھی ایک طرح کا القاء ہوتا رہتا تھا - لیکن خرطوم کی سی بات نہ رہی تھی - اس میں یہ بھی بتایا ہے - کہ سودلا پر برطانی فوج کو اتارنا جس سے تمام جزیرہ نما پر قبضہ ہو سکے - یقیناً آسان تھا - مگر بدراہی اور طاقت کی کمی کے باعث یہ موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا ۔

قیصر کہاں ہیں؟

ٹائمز کو ایک پیغام پہونچا ہے - جس سے ظاہر ہوتا ہے - کہ معزول قیصر اور انکی بیگم پہلے دورن میں تھے - اب مرنجن بھیجے گئے ہیں ۔

سلطان ٹرکی اور خلافت

لنڈن ۱۹ - مئی - سر ویلنٹائن چیرول نے مسٹر امیر علی کے مراسلہ کے جواب میں اخبار ٹائمز میں لکھا ہے کہ پریوی کونسل کے ممبر کو برٹش پالیسی کے خلاف مذہبی جنون برافروختہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے - اور سر سید مرحوم کی ایک کتاب کا حوالہ دیا ہے - جس میں سر سید نے خلافت کے متعلق سلطان ٹرکی کے دعاوی سے انکار کرتے ہوئے ہندوستان کے مسلمانوں کو نصیحت کی تھی - کہ خواہ برطانیہ اور ٹرکی کے مابین اختلاف ہو - انہیں برٹش فرمانرواؤں کی وفاداری پر کمربستہ رہنا چاہیئے ۔

چین کو قرضہ دینے کی تجویز

ٹوکیو ۱۶ - مئی - جاپان فرانس - برطانیہ اور امریکہ نے چین کو قرضہ دینے کی تجویز کے متعلق ۱۱ - مئی کو ایک معاہدہ کیا ہے - جس پر مسٹر لیمانٹ امریکن قائم مقام اور جاپانی مہاجنوں کے ایک قائم مقام نے دستخط کئے ہیں اس عہدنامہ کے رو سے چینی گورنمنٹ کو گورنمنٹ چین کی ذمہ داری پر قرضہ دیا جائیگا - مگر چینی سرمایہ داروں یا میونسپل کمیٹی کو کوئی قرض نہیں ملیگا ۔

ہندوستان کی خبریں

گورنر جزائر فلپائن ہندوستان میں

گورنر جزائر فلپائن کلکتہ میں ۱۴ - مئی کو وارد ہوئے ہیں - اُن کی آمد غیر سرکاری ہے -

کراؤن پرنس رومانیہ

کلکتہ گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں اعلان کیا گیا ہے کہ آیندہ چارشنبہ کو ہزرائل ہائینس کراؤن پرنس رومانیہ کا کلکتہ میں داخلہ سرکاری ہو گا - اور سربرآوردہ سرکاری افسر پرنس کا استقبال کرینگے

اوڈوائر میموریل فنڈ

ہز ہائینس مہاراجہ پٹیالہ نے ۲۰ ہزار روپیہ سر مائیکل اوڈوائر سابق لفٹنٹ گورنر صوبہ پنجاب کی یادگار کے فنڈ میں دیا ہے - یہ یادگار دو انسٹیٹوٹ کی صورتوں میں قائم ہوگی - ایک انگریزی سپاہیوں کے لئے اور دوسرا ہندوستانی سپاہیوں کے لئے ۔

ٹرین میں ایک کرنیل کا قتل

کرنل اے ڈبلیو ٹفنل جو لکھنؤ کے ڈویژن ۸ سے تعلق رکھتے ہیں - پنجاب میل میں کلکتہ سے شملہ جا رہے تھے - وہ ایک فسٹ کلاس درجہ میں تنہا تھے - جب گاڑی بردوان پہونچی - تو گارڈ نے کرنل ٹفنل کو خون میں تر اور بے ہوش پایا - ان کی پیشانی اور چہرے پر زخم تھے - گاڑی کاٹ کر چھوڑ دی گئی - وہاں سے افسر مذکور ہسپتال پہنچایا گیا - جہاں اس کا انتقال ہو گیا - بیان کیا جاتا ہے - کہ کرنل ٹفنل نے کہا تھا کہ اس پر ایک کالے آدمی نے حملہ کیا ۔

عراق عرب اور ہز ہائینس آغا خان

اخبار ایڈووکیٹ آف انڈیا نے یہ افواہ مشتہر کی ہے - کہ ہز ہائینس آغا خان کو عراق عرب میں ایک نہایت اہم سیاسی عہدہ پر پیش کیا گیا ہے ۔

کراچی میں ریلوے ہڑتال

ریلوے ہڑتال کراچی تک جا پہونچی ہے - اور ایک ہزار کے قریب لوگ کام چھوڑ بیٹھے ہیں - اونچے درجہ کے کلرکوں اور یورپینوں کی نسبت امید نہیں کہ وہ شریک ہوں ۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا -)